الاستفتاء: کیا فرماتے ہیں علماء دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ کے بارے میں کہ ایک شخص اہلحدیث اپنی حین حیات میں لِلذَّکَرِ مِثْلُ حَظِّ الْاُنْثَیَیْنِ الآیۃ کے مطابق اپنی جائداد کو اپنے بیٹے اور بیٹیوں میں تقسیم کر دیتا ہے مگر ان میں سے ایک بیٹی کو اپنی تمام جائداد سکنی اور غیر سکنی سے بالکل محروم کر دیتا ہے کیا اس کا یہ اقدام از روئے شرع شریف جائز ہے؟

کیا والد اپنے نافرمان بیٹے یا بیٹی کو اپنی وراثت سے محروم کر سکتا ہے؟

کیا ایسے آدمی کی اقتدا بالصلوٰۃ جائز ہے؟ اور اس کو کسی جامع مسجد کا خطیب یا امام مقرر کیا جا سکتا ہے۔

الراقم محمد ادریس عثمانی بلاک نمبر ۱۵۔ ڈیرہ غازی خاں۔

الجواب:

۱۔ کوئی بھی شخص، وہ والد ہو یا مولود، حاکم ہو یا کوئی دوسرا سرپرست، وراثت کے کسی حق دار کو اپنے حصے سے، وہ اُحد پہاڑ کے برابر ہو یا رائی برابر، محروم کرنے کا مجاز نہیں ہے۔ کیونکہ:

(ال) اس کا تعلق پرائیویٹ اختیار سے نہیں ہے بلکہ اس کا تعلق اقتدار اعلیٰ (حق تعالیٰ جو احکم الحاکمین ہے) کے اختیار، بنیادی پالیسی اور قانون سے ہے یُوْصِیْکُمُ اللّٰهُ فِیْۤ اَوْلَادِکُمْ لِلذَّکَرِ مِثْلُ حَظِّ الْاُنْثَیَیْنِ (پ۴ سورۃ نساء ع۲)

(ترجمہ) اللہ تعالیٰ تمہیں تمہاری اولاد (کی میراث) کے بارے میں حکم دیتا ہے۔ مرد کا حصہ دو عورتوں کے حصے کے برابر ہے۔ (تفسیر ماجدی)

"یہی نہیں کہ خدا تم کو غیروں کے مال کھانے سے روکتا ہے بلکہ مسلمانوں کے اولاد کے حصوں کی بابت حکم فرماتا ہے کہ مرد کا حصہ دو عورتوں کے برابر ہوتا ہے۔"

(تفسیر ثنائی ص ۲۹۱ مولانا ثناء اللہ امرتسری رحمۃ اللہ علیہ)

(ب) اٰبَآؤُکُمْ وَاَبْنَآؤُکُمْ لَا تَدْرُوْنَ اَیُّهُمْ اَقْرَبُ لَکُمْ نَفْعًا فَرِیْضَةً مِّنَ اللّٰهِ (پ۴۔ النساء ع۲)

تم نہیں جانتے کہ تمہارے ماں باپ اور تمہاری اولاد میں سے کون سا بلحاظ نفع تم سے قریب تر ہے۔ یہ حصے اللہ تعالیٰ نے مقرر کر دیے ہیں۔ (تفہیم القرآن)

تم نہیں جانتے کہ تمہارے باپ اور بیٹوں میں سے کون تم کو زیادہ نفع پہنچا سکتا ہے اسی طرح کرو۔ اور ہرگز اس کے خلاف نہ کرو۔ اس لیے کہ یہ حصے اللہ کی طرف سے مقرر ہیں۔

(تفسیر ثنائی ص ۲۹۲)

چونکہ یہ بات تم کو معلوم نہیں کہ کس سے تم کو نفع پہنچے گا۔ اس لیے تم کو اس میں دخل نہیں دینا چاہیے۔ جو کچھ کسی کا حصہ مقرر فرما دیا ہے۔ اس کی پابندی کرو کہ اس کو تمام چیزوں کی بھی خبر ہے اور وہ بڑا حکمت والا ہے۔ (مولانا محمود الحسن شیخ الہند سورہ مذکور)

(ج) وَصِيَّةً مِّنَ اللهِ (سورۃ النساء ع۲)

اللہ کا یہی حکم ہے (تفسیر ثنائی ص۲۹۶/۱) یہ حکم اللہ کی طرف سے ہے (تفسیر ماجدی ص۱۸۲)
یہ حکم ہے اللہ کی طرف سے (تفہیم القرآن مودودی ص۳۲۹/۱)

(د) تِلْكَ حُدُودُ اللهِ (سورۃ نساء ع۲)

یہ اللہ کی مقرر کی ہوئی حدیں ہیں (تفہیم القرآن ص۳۳۰/۱ج)
یہ سب خداوندی ضابطے ہیں (تفسیر ماجدی ص۱۸۲)

ان ضابطوں کی خلاف ورزی کی اجازت نہیں ہے خواہ کوئی ہو۔

(ھ) وَمَنْ يَّعْصِ اللهَ وَرَسُوْلَهٗ وَيَتَعَدَّ حُدُوْدَهٗ يُدْخِلْهُ نَارًا خَالِدًا فِيْهَا وَلَهٗ عَذَابٌ مُّهِيْنٌ (النساء ع۲)

اور جو کوئی اللہ اور اس کے رسول کی نافرمانی کرے گا اور حدودِ خداوندی سے آگے بڑھ جائے گا اللہ اس کو دوزخ کی آگ میں داخل کرے گا اور اس کو ذلت کا عذاب ہوگا (تفسیر ثنائی ص۲۹۶/۱)
اور جو اللہ اور اس کے رسول کی نافرمانی کرے گا اور اس کی مقرر کی ہوئی حدوں سے تجاوز کر جائے گا۔ اسے اللہ آگ میں ڈالے گا جس میں ہمیشہ ہمیشہ رہے گا اور اس کے لیے رسوا کن سزا ہے۔ (تفہیم القرآن ص۳۳۰/۱)

دورِ جاہلیت میں عورتوں اور چھوٹے بچوں کو ورثہ نہیں دیا جاتا تھا۔ اور یہ سب کچھ والدین ہی کیا کرتے تھے۔ اس لیے فرمایا: وَلِلنِّسَاءِ نَصِيْبٌ مِّمَّا تَرَكَ الْوَالِدٰنِ (النساء ع۲) گویا کہ ان کے اسی اختیار کو رد کر دیا گیا — جو وہ استعمال کیا کرتے تھے۔

اختیار مشروط ہے۔

اس سلسلے میں جتنا کسی کو اختیار ہے وہ بھی غیر مشروط نہیں ہے کہ جب، جتنا اور جیسا کوئی چاہے کر گزرے۔ بلکہ وہ اس امر کا پابند ہے کہ اللہ کی عائد کردہ شرائط کا احترام کرے۔

یہاں پر شرط یہ ہے کہ کسی حصے دار کا نقصان نہ ہو۔ بیٹے یا بیٹی کو عاق کرنا سب سے بڑا نقصان ہے۔

غَيْرَ مُضَآرٍّ (سورۃ النساء ع۲)

جس سے کسی کا نقصان نہ کیا ہو (تفسیر ثنائی ص۲۹۶/۱) جب اوروں کا نقصان نہ کیا ہو (شاہ عبد القادر دہلوی ص۱۲۸)

بغیر کسی کے نقصان پہنچائے۔

جوان بچوں کے حقِ وراثت میں حائل ہوتے ہیں انھیں خدا کا خوف چاہیے۔ ان کا مال، مال نہیں آگ ہے۔

وَلْيَخْشَ الَّذِيْنَ لَوْ تَرَكُوْا مِنْ خَلْفِهِمْ ذُرِّيَّةً ضِعٰفًا خَافُوْا عَلَيْهِمْ فَلْيَتَّقُوا اللّٰهَ وَلْيَقُوْلُوْا قَوْلًا سَدِيْدًا ۝ اِنَّ الَّذِيْنَ يَاْكُلُوْنَ اَمْوَالَ الْيَتٰمٰى ظُلْمًا اِنَّمَا يَاْكُلُوْنَ فِيْ بُطُوْنِهِمْ نَارًا (النساء ع)

فرائض

اسلام نے میراث کے لیے فرائض کی اصطلاح استعمال کی ہے۔ فرائض سے مراد وہ طے شدہ حصے ہیں جو حتمی طور پر اسلام نے طے کر دیے ہیں —— جن میں مداخلت جائز نہیں ہے۔

حدیث:

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بھی حکم دیا ہے کہ جس کے طے شدہ حصے ہیں وہ ہر حال میں ادا کیے جائیں

اَلْحِقُوا الفرائِضَ بِاَهْلِهَا (بخاری۔ مسلم عن ابن عباس)

حصہ والوں کو ان کے حصے ادا کرو۔

ماں باپ کی جائز شکایات بھی ہو سکتی ہیں لیکن ان کی جائز شکایات کے بدلے ناجائز اختیار دینا بہت بڑی بے اصولی ہے۔ بلکہ قرآن کا حکم ہے کہ ناجائز باتوں میں والدین کی اطاعت جائز نہیں ہے۔ ہاں ان کی خدمت میں کمی نہ کی جائے۔

فَلَا تُطِعْهُمَا وَصَاحِبْهُمَا فِى الدُّنْيَا مَعْرُوْفًا (سورۂ لقمان)

حضورؐ کا ارشاد ہے۔ لَا طَاعَةَ لِمَخْلُوْقٍ فى معصية الخالق (مشکوٰۃ وغیرہ)

جس میں اللہ کی نافرمانی ہوتی ہو۔ اس میں کسی کی بھی اطاعت جائز نہیں ہے۔

بلکہ ان شکایات کے ازالہ کی اور صورتیں اختیار کی جا سکتی ہیں۔ حکومت بھی ان کی شکایات سن سکتی ہے۔

بہر حال ہمارے نزدیک، جائز وارثوں کو حق سے محروم کرنا بالکل جائز نہیں ہے اور نہ کسی کو اس کے خلاف کرنے کا حق پہنچتا ہے۔ اِلّا یہ کہ خود شریعت اس کی اجازت دے۔ ادلیس فلیس واللہ اعلم۔

(دستخط) عزیز زبیدی۔ واربرٹن ضلع شیخوپورہ
(مہر) مہتمم درسگاہ علم واربرٹن (شیخوپورہ)